



# قادیانی اقرائے

حضرت مولانا احمد رفیق ندوی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى

اس دنیا میں حق و باطل کے دو سلسلے الگ الگ جاری ہیں اور حق تعالیٰ شانہ نے  
ان دونوں کے درمیان امتیاز کے لئے ایسی کھلی نشانیاں بھی رکھدی ہیں کہ جن سے معنوی  
عقل و فہم کا آدمی بھی حق و باطل کو الگ الگ پہچان سکتا ہے۔

مرزا غلام احمد صاحب قادریانی نے مجددیت سے لے کر نبوت و رسالت تک کے  
بہت سے دعوے کئے۔ وہ اپنے دعووں میں پچھے تھے یا جھوٹے؟ اس کے لئے بھی اللہ  
تعالیٰ نے بہت سے نشانیاں رکھیں۔ ان میں سب سے آسان اور عام فہم نشانی یہ ہے کہ  
مرزا صاحب نے خود جن باتوں کے ہونے نہ ہونے کو اپنے سچ جھوٹ کے پرکھنے کی کسوٹی  
ٹھہرایا، ان پر غور کر کے دیکھ لیا جائے کہ ان کے نتیجے میں مرزا صاحب پچھے ثابت ہوئے یا  
جھوٹے؟

زیر نظر سلسلہ میں مرزا صاحب کی (۲۲) تحریریں درج ہیں جن پر مرزا صاحب  
نے ساری دنیا کو اپنا سچ جھوٹ پرکھنے کی دعوت دی اور جن پر غور کر کے ہر ذی شعور آدمی  
سچ نتیجے پر پہنچ سکتا ہے۔ میں اپنے قادریانی بھائیوں سے مرزا صاحب کی اس کسوٹی پر  
ٹھہنڈے دل سے غور کرنے کی توقع رکھتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حق اور  
باطل سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محمد یوسف لدھیانوی

مجلس تحفظ ختم نبوت ملکان، پاکستان  
۱۳۹۸ھ ذوالقعدہ

(۱)

قاضی نذر حسین ایڈ شر اخبار تقلیل بجور کے نام ایک خط میں مرزا  
صاحب لکھتے ہیں :-

”جو لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں ..... وہ اپنے  
معبوث جوئے کی علاط ملی کو پالیتے ہیں اور نہیں گرتے جب تک ان کی بعثت  
کی غرض ظصور میں نہ آجائے۔“

”میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں گی ہے کہ نبی  
پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے شیلیٹ کے توحید پھیلاؤں اور آنحضرت صلی  
اللہ علیہ وسلم کی جلالت اور شان دنیا پر ظاہر کر دوں۔ پس اگر مجھ سے کروڑ شان بھی  
ظاہر ہوں اور یہ علمت عقل ظصور میں نہ آوے تو میں جھوٹا ہوں۔ پس دنیا مجھ سے کیوں  
دشمنی کرتی ہے اور وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتی۔ اگر میں نے اسلام کی  
حیاتیت میں وہ کام کر دکھایا جو صحیح موعود اور صدی موعود کو کرنا چاہئے تو پھر میں سچا  
ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا والد میں مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔“

(اخبار ”بدر“ قادیان نمبر ۲۹ جلد ۲۔ ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ ص ۳)

نتیجہ:- مرزا صاحب اپنے مشن میں کمال تک کامیاب ہوئے؟ یہ داستان  
قادیانیوں کے سرکاری اخبار الفضل کی زبانی سنتے! اخبار لکھتا ہے:-

”کیا آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت ہندوستان میں عیسائیوں کے (۱۳۷)  
مشن کام کر رہے ہیں۔ یعنی ہید مشن۔ ان کی برانچوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، ہیڈ  
مشن میں اخلاقہ سو سے زائد پادری کام کر رہے ہیں، (۳۰۳) ہپٹل ہیں، جن میں  
(۵۵) ڈائلز کام کر رہے ہیں۔ (۳۲) پریس ہیں اور تقریباً (۱۰۰) اخبارات  
 مختلف زبانوں میں چھپتے ہیں۔ (۵۱) کالج (۶۱) ہائی اسکول اور (۶۱) ٹریننگ  
کالج ہیں۔ ان میں سامنہ ہزار طالب علم تعلیم پاتے ہیں۔ مکتب فوج میں (۳۰۸)  
یورپیں اور (۲۸۸۶) ہندوستانی مناد کام کرتے ہیں۔ اس کے ماتحت (۵۰۷)  
پر امری سکول ہیں، جن میں (۱۸۶۷۵) طالب علم پڑھتے ہیں۔ (۱۸) بستیاں اور  
گیلہ اخبارات ان کے اپنے ہیں، اس فوج کے مختلف اداروں کے چمن میں  
(۳۲۹۰) آدمیوں کی پورش ہو رہی ہے اور ان سب کی کوششوں اور قربانیوں کا

نتیجہ یہ ہے کہ کہا جاتا ہے روزانہ (۲۲۲) مختلف مذاہب کے آدمی ہندوستان میں عیسائی ہو رہے ہیں۔ ان کے مقابلے میں مسلمان کیا کر رہے ہیں وہ تو اس کام کو شاید قائل توجہ بھی نہیں تھتھے، احمدی جماعت کو سوچنا چاہئے کہ عیسائی مشنریوں کے اس تدریس پر جال کے مقابلے میں اس کی مسائلی کی حیثیت کیا ہے۔ ہندوستان بھر میں ہمارے دو درجن بیٹھیں اور وہ بھی جن مشکلات میں کام کر رہے ہیں انہیں ہم لوگ خوب جانتے ہیں۔  
(انبد المغلل قادریان مورخ ۱۹ جون ۱۹۳۱ء ص ۵)

الفضل کی یہ شہادت مرزا صاحب کی وفات سے ۳۳ سال بعدی ہے، جس سے معلوم ہوا کہ نہ مرزا صاحب کے دعوے سے عیسائیت کا کچھ گذا، نہ تیلیت کے بجائے توحید چھلی، نہ عیسائیت کے پھیلاؤ کو روکنے میں انہیں کامیابی ہوئی، اس لئے ان کی یہ بات پچی نکلی: ”اگر مجھ سے کروڑوں نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علم غلیظ نہ آوے تو میں جھوٹا ہوں۔“ اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔“

(۲)

ضمیرہ انجام آخر میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:-

”اگر سات سال میں میری طرف سے خدا تعالیٰ کی تائید سے اسلام کی خدمت میں نمایاں اثر ظاہرنہ ہوں اور جیسا کہ سچ کے ہاتھ سے ادیان باطلہ کا برا برا ضروری ہے، یہ موت جھوٹے دینوں پر میرے ذریعہ سے ظور میں نہ آوے، یعنی خدا تعالیٰ میرے ہاتھ سے وہ نشان ظاہرنہ کرے جس سے اسلام کا بول بلا عذاب اور جس سے ہر ایک طرف سے اسلام بیرونی داخل ہونا شروع ہو جائے اور عیسائیت کا باطل میور دنا ہو جائے اور دنیا اور رنگ نہ پکڑ جائے تو میں خدا کی قسم کھا کر کھتا ہوں کہ میں اپنے تیسیں کاذب خیل کرلوں گا۔“

(میں ۳۰ تا ۴۵)

نتیجہ:- مرزا صاحب کی یہ تحریر غالباً جنوری ۱۸۹۷ء کی ہے؛ گویا سچا ہونے کی صورت میں مرزا صاحب کو ۱۹۰۳ء تک یہ سارے کارناٹے انجام دینے تھے اور اگر وہ یہ شرط پوری نہ کر سکیں تو انہوں نے اپنے آپ کو جھوٹا سمجھ لینے کی قسم کھار کھی تھی۔ سات سال کے عرصے میں مرزا صاحب نے جن کو ناموں کا وعدہ کیا تھا وہ ان سے ظاہرنہ ہو سکے

اس لئے وہ اپنی قسم کے مطابق کاذب ٹھہرے۔  
(۳)

۱۳۱۱ھ میں رمضان مبدک کی تیر ہویں تاریخ کو چاند گمن اور اخْتَانِی سویں تاریخ کو سورج گمن ہوا تو مرزا صاحب نے اس کو اپنی مددویت کی دلیل ٹھہرایا، ان کے خیال میں یہ خلق عادت واقعہ تھا جو کسی مدعاً مددویت و مسیحیت کے وقت میں کبھی رونما نہیں ہوا۔ چنانچہ رسول اللہ انوار اسلام میں لکھتے ہیں:-

”اور جب سے کہ دنیا پیدا ہوئی ہے کسی مدعاً رسالت یا نبوت یا حدیث کے وقت میں کبھی چاند گمن اور سورج گرہن آئشے نہیں ہوئے اور اگر کوئی کہ کہ آئشے ہوئے ہیں تو بد ثبوت اس کے ذمہ ہے۔“

(ص ۲۷)

”یہ کبھی نہیں ہوا اور ہر گز نہیں ہوا کہ بجز ہمارے اس زمانہ کے دنیا کی ابتداء سے آج تک کبھی چاند گرہن اور سورج گرہن رمضان کے میانے میں ایسے طور سے آئشے ہو گئے ہوں کہ اس وقت کوئی مدعاً رسالت یا نبوت یا حدیث بھی موجود ہو۔“

(ص ۲۸)

مگر افسوس ہے کہ یہ مرزا صاحب کی ناقصیت تھی، ورنہ ۱۸ھ سے ۱۳۱۲ھ تک سانچہ مرتبہ رمضان میں چاند گمن اور سورج کا اجتماع ہوا اور ان تیرہ صدیوں میں بیسوں مدعاً نبوت مددویت بھی ہوئے۔

مگر خدا تعالیٰ کو منظور تھا کہ مرزا صاحب کو خود ان کی ناوانی سے جھوٹا نامہ کریں اس لئے اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کے قلم سے مندرجہ ذیل چیلنج لکھوایا:-

”اگر یہ ظالم مولوی اس قسم کا خوف کسروں کی لودھی کے وقت میں پیش کر سکتے ہیں تو پیش کریں اس سے پیشک میں جھوٹا ہو جاؤں گا۔“

(خبرہ انعام آخر ص ۲۸)

نتیجہ:- ایک نہیں چد شوت پیش کرتا ہوں۔

(۱) ۷۱۰ھ میں خوف و کسوف کا اجتماع رمضان میں ہوا، جبکہ طریف نائی مدعاً مشرب میں موجود تھا۔

(۲) ۷۱۲ھ میں پھر اجتماع ہوا اس وقت صلح بن طریف مدعاً نبوت موجود تھا

(۳) ۱۳۹۷ھ میں اجتماع ہوا۔ اس وقت مرزا علی محمد باب ایران میں سات سال سے مددویت کا ذکار بجا رہا تھا۔

(۴) ۱۳۹۸ھ میں بھی اجتماع ہوا۔ اس وقت مہدی سوزانی سوزان میں سند مددویت پچائے ہوئے تھا۔

اگرچہ اور مدعا بنوت و مددویت کے زمانے میں بھی خوف و کوف کا اجتماع بتارہا (تفصیل کے لئے دیکھئے ”دوسری شادت آسمانی“ مولفہ مولانا ابو الحمر جانی ”اممہ تلبیس“ اور ”رئیس قادریان“ تالیف مولانا ابو القاسم ولادوری) مگر مرزا صاحب کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے یہ چل شادتیں بھی کافی ہیں۔

(۴)

مرزا صاحب تحفۃ الندوہ ص ۵ میں لکھتے ہیں:-

(۱) ”اگر میں صاحب کشف نہیں تو جھوٹا ہوں۔“

(۲) ”اگر قرآن سے ابن مریم کی وفات ثابت نہیں تو نہیں جھوٹا ہوں۔“

(۳) ”اگر حدیث مراج نے ابن مریم کو مردہ رہوں میں نہیں بخدا یا تو میں جھوٹا ہوں۔“

(۴) ”اگر قرآن نے سورہ نور میں نہیں کہا کہ اہل امت کے خدینے اسی امت میں ہوں گے تو میں جھوٹا ہوں۔“

(۵) ”اگر قرآن نے میرا نام ابن مریم نہیں رکھا تو میں جھوٹا ہوں۔“

نتیجہ:- ان دعووں میں سے ہر دعویٰ غلط ہے، اس لئے اپنی تحریر کے

مطابق مرزا صاحب پانچ وجہ سے جھوٹے ثابت ہوئے۔

(۵)

از الدلائلہم میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:-

”اے برادران دین و علمائے شرع میں اُپ صاحبان میری ان امعروضات کو متوجہ ہو کر میں کہ اس عاجز نے جو بیشیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فرم لوگ سچ موعود خیل کر پہنچئے ہیں..... میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں سچ ابن مریم ہوں، جو شخص یہ الزام میرے پر لگتے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے۔“ (من ۱۹۰ طبع اول ص ۹۷ طبع پنجم)

**نتیجہ:-** اس تحریر سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب صحیح موعود نہیں تھے، جو لوگ ان کو صحیح موعود سمجھتے ہیں وہ کم فہم ہیں، سراسر مفتری اور کذاب ہیں اور چونکہ بعد میں مرزا صاحب نے خود بھی صحیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اس لئے وہ خود بھی مفتری اور کذاب ہوئے۔

(۲)

**تحفہ اللہ وہ میں مرزا صاحب لکھتے ہیں :-**

”اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام میں فرماتا ہے :- ان یک کذبا..... مرف کذاب۔ یعنی اگر یہ جھوٹا ہو گا تو تمہارے دیکھتے دیکھتے تباہ ہو جائے گا اور اس کا جھوٹ ہی اس کو ہلاک کر دے گا۔ لیکن اگر چاہے تو پھر بعض تم سے اس کی پیش گوئیوں کا نشانہ بنیں گے اور اس کے دیکھتے دیکھتے اس دارالافتاء سے کوچ کریں گے۔ اب اس معید کی رو سے جو خدا کی کلام میں ہے مجھے آزماؤ اور میرے دعوے کو پر کھو۔“

(ص ۳)

**نتیجہ:-** ہم نے اس معید پر مرزا صاحب کے دعوے کو پر کھا تو معلوم ہوا کہ الف:- مرزا صاحب کا مولانا عبدالحق غزنوی سے مبایسہ ہوا اور مرزا صاحب اپنے حریف کے دیکھتے دیکھتے تباہ ہو گئے اور ان کے جھوٹ نے ان کو ہلاک کر دیا۔ ب:- مرزا صاحب نے اپنے ایک اور حریف مولانا شاء اللہ مرحوم کے مقابلے میں بد دعا کی کہ جھوٹا پچ کے سامنے ہلاک ہو جائے اور مولانا شاء اللہ صاحب کے دیکھتے دیکھتے مرزا صاحب ہلاک ہو گئے۔

ج:- اپنے رقیب مرزا سلطان محمد صاحب کے حق میں مرزا صاحب نے موت کی پیش گوئی کی، مگر سلطان محمد کے دیکھتے دیکھتے مرزا صاحب ہیضہ کی موت کا نشانہ بن گئے۔ د:- اپنے ایک اور حریف ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب کو مرزا صاحب نے فرشتوں کی کچھی ہوئی تلوار و کھلی اور دعا کی کہ ”اے میرے رب پچ اور جھوٹے کے درمیان فیصلہ کر دے۔“ مگر ڈاکٹر صاحب کے دیکھتے دیکھتے مرزا صاحب تباہ ہو گئے اور ان کے جھوٹ نے ان کو ہلاک کر دیا۔ یہ چل گواہ مرزا صاحب کے مقرر کردہ معید پر ان کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے بہت کافی ہیں۔

(۷)

۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء کو مرزا صاحب نے الہائی پیش گوئی کا اشتہد دیا کہ :-

"اس قادر مطلق لے مجھ سے فرمایا ہے کہ اس غص (یعنی مرزا احمد بیک صاحب کی دختر کاں (محترمہ محمدی بیگم) کے لئے سلسلہ چنبلی کر..... اگر (احمد بیک لے اس) نکاح سے انحراف کیا تو اس لئکی کا انعام نہیت ہی برآ ہو گا۔، اور جس دوسرے غص سے بھی چلتے گی وہ روز نکاح سے اڑھلی سل تک اور ایسا ہی ولد اس دختر کا تین سل تک فوت ہو جائے گا۔"

"پھر ان دونوں زیادہ تصریح اور تفصیل کے لئے بد بدقیقہ کی گئی تو معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے مقرر کر رکھا ہے کہ مکتب الیہ (یعنی احمد بیک) کی دختر کاں کوہر لیک ملنے دور کرنے کے بعد اسی عاجز کے نکاح میں لائے گا۔"

"ہد خیل لوگوں کو واضح ہو کہ ہذا صدق یا کذب جانپنے کے لئے ہدی پیش گوئیوں سے بڑھ کر کوئی محک امتحان نہیں ہو سکتا۔"

(مجموعہ اشتہادات جلد اول ص ۱۵۷ - ۱۵۹)

**نتیجہ:-** مرزا صاحب نے اپنے سچا یا جھوٹا ہونے کی یہ بست آسان کسوٹی مقرر کی تھی، جس سے ان کاچ یا جھوٹ پر کھا جائے، ۷ اپریل ۱۸۹۲ء کو احمد بیک نے اپنی صاحب زادی کا نکاح اپنے ایک عزیز جانب سلطان محمد ساگن پیٹی خلیع لاہور سے کر دیا۔ اب مرزا صاحب کی الہائی پیش گوئی کے مطابق :-

**الف:-** ۶ ستمبر ۱۸۹۳ء تک محمدی بیگم کا سماں لٹ جانا چاہئے تھا، مگر خدا تعالیٰ نے مرزا صاحب کی نظر بد سے اسے محفوظ رکھا۔ ۷۵ سال یہ جوڑا خوش و خرم رہا۔ (سولہ (۱۶) برس تک مرزا صاحب کی زندگی میں اور آتنا لیس برس بعد تک) ۱۹۲۹ء سے ۱۹۲۲ء تک محمدی بیگم نے یوگی کازمانہ پایا مگر وہ مرزا صاحب کے الہائی پیشگی سے آتنا لیس برس پہلے نکل چکی تھی۔ (مرحومہ کی عمر تقریباً نوے برس ہوئی، انتقال ۱۹۲۲ء میں ہوا رحمہہ اللہ رحمۃ واسعة)

**ب:-** سلطان محمد کو اپنے خر سے چھ میسین پہلے مرنا تھا۔ مگر بفضل خدا وہ اس کے ۷ برس بعد تک زندہ رہا۔

ج:- احمد بیگ کو اپنے والادکی سوت اور اپنی بیٹی کی بیوگی دبے کسی دیکھ کر مرنا تھا، مگر وہ ان کو خوش و خرم چھوڑ کر گیا۔

د:- خدا نے تمام موافق دو رکر کے اس عظیم خاتون کو مرزا صاحب کے نکاح میں لانا تھا مگر افسوس کہ خدا تعالیٰ نے اس سلسلہ میں مرزا صاحب کی کوئی حد نہیں کی۔ مرزا صاحب نے بذات خود خاصی کوشش کی مگر ناکام رہے، بالآخر ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مرزا صاحب ناکامی و محرومی کا ”داغ بھرت“ سینے میں لے کر دنیا سے رخصت ہوئے۔

ہ:- جو لوگ اس واضح معید پر مرزا صاحب کے حق جھوٹ کو نہیں جانپتے وہ بقول مرزا صاحب ”بد خیل لوگ“ ہیں۔

(۸)

محمدی بیگم سے نکاح کا پہلا استہداء جو مرزا صاحب نے ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء کو جلدی کیا تھا۔ اس کی پیشانی پر یہ قطعہ تحریر فرمایا:-

”پیش گوئی کا جب انجام ہویدا ہوگا قدرت حق کا عجب ایک تماشا ہو گا“  
”حق اور جھوٹ میں ہے فرق وہ ہے کہ گوئی پاجائے گا عزت اور کوئی رساو ہو گا“  
(مجموعہ استہداءات ص ۱۵۲ ج ۱)

نتیجہ:- پیش گوئی کا انجام ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو (مرزا صاحب کی سوت کے دن) کھل کر سب کے سامنے آگیا، قدرت کا عجب تماشا بھی اس دن سب نے دیکھ لیا کہ بیس سل کی سلسلہ تک دو، الہام بلوٹی لوریقین دہانی کے باوجود مرزا صاحب، محمدی بیگم سے محروم گئے۔ یوں حق اور جھوٹ کا فرق کھل گیا۔ بتائیے کس کو عزت ملی، اور کون رساوا ہوا؟ کون سچا نکلا کون جھوٹا؟

(۹)

مرزا صاحب محمدی بیگم کے بارے الہامی پیش گوئی کرچکے تھے، مگر اس کے ادیاء نے پیش گوئی کے علی الرغم رشتہ دوسری جگہ طے کر دیا تو مرزا کے سینے پر سانپ لوث گئے، مرزا صاحب لڑکی کے پھر پھا جناب مرزا علی شیر بیگ صاحب کو (جو مرزا صاحب کے نسبتی برادر اور سرحدی تھے) لکھتے ہیں:

”اب میں نے ناہے کہ عید کی دوسری، ماتیری تدریخ کو اس لڑکی کا نکاح

ہونے والا ہے..... اس نکاح کے شرک میرے سخت دشمن ہیں، بلکہ میرے کیا دین اسلام کے سخت دشمن ہیں، عیسائیوں کو ہشلا چاہتے ہیں..... ہندوؤں کو خوش کرنا چاہتے ہیں، اور اللہ رسول کے دین کی کچھ پروانیں رکھتے۔

اپنی طرف سے میری نسبت ان لوگوں نے پختہ تراوہ کر لیا ہے کہ اس کو خوار کیا جائے، رو سیلہ کیا جائے۔ یہ اپنی طرف سے ایک تکوڑا چلانے لگے ہیں۔ اب مجھ کو بچالیسا اللہ تعالیٰ کا کام ہے، اگر میں اس کا ہوں گا تو ضرور مجھے بچائے گا۔ لور چاہتے ہیں کہ خوب ہو، اور اس کا رو سیلہ ہو، خدا بے نیاز ہے، جس کو چاہے رو سیلہ کرے مگر اب تو مجھے آگ میں ڈالنا چاہتے ہیں۔“

**نتیجہ:-** آہ! محمدی یتکم کے لئے مرزا صاحب کی بے قراری و بے چینی اور ان کے اقراہ کی بے التقالی و سرد مری..... افسوس! خدا کے دشمن، رسول کے دشمن، دین کے دشمن، مرزا صاحب کے دشمن نکاح کی تکوڑ سے ان کا جگہ شق کر رہے ہیں، مرزا صاحب کو آتش فرست میں ڈال رہے ہیں اور ذلیل و خوار کر کے ان پر جک ہشلائی کا موقہ فراہم کر رہے ہیں مگر خدا مرزا صاحب کی کوئی مدد نہیں کرتا، مرزا صاحب اعلان کرتے ہیں کہ ”اگر میں اس کا ہوں تو مجھے ضرور بچائے گا۔“ مگر خدا تعالیٰ نے انہیں نہیں بچایا،  
گویا خدا نے گواہی دیدی کہ مرزا صاحب اس کی طرف سے نہیں۔

(۱۰)

سلطان محمد مقررہ میعاد میں نہ مرا تو مرزا صاحب نے اس کی میعاد میں توسعہ کرتے ہوئے فرمایا کہ خیراً ہلئی سال میں نہیں مرا تو نہ سی، میری زندگی میں تو ضرور مر جائے گا، اور اس کے مر نے نہ مر نے کو اپنے سچا یا جھوٹا ہونے کی کسوٹی قرار دتا ہوں لکھتے ہیں:

”باز شد ایں نکفہ ام کہ ایں مقدمہ برہمیں قدر بے اتم ریسا و نتیجہ آخری  
ہل است کہ بظہور آمد حقیقت پیش گولی برہل ختم شد، بلکہ اصل امر بر حل خود  
قام است، وہیچکس پاہیزہ خود اور ام نتواند کر داں تقدیر از خدائے بزرگ تقدیر  
مبرم است و عنقریب وقت آں خواہد آمد۔ پس قسم آں خدائے کہ حضرت محمد

صلی اللہ علیہ وسلم را برائے مسیحوت فرمودا اور ام بترن خلق کرواید کہ ایں حق است، و غلطیب خلائق دید، و من ایں را برائے صدق خود یا کذب خود مسیلدی کروانم۔ و من نہ کفتم لای بعد ازاں کہ از رب خود خبرداوہ شدم۔ ” (ابہام آئمہ م ۲۷۷)

(ترجمہ از مولف) ”پھر میں نے تم سے یہ نہیں کہا کہ یہ قصہ یہیں ختم ہو گیا ہے اور آخری نتیجہ بس یہی تھا جو ظہور میں آچکا، اور پیش گوئی کی حقیقت صرف اسی پر ختم ہو گئی۔ نہیں! ہلکہ اصل بات (یعنی سلطان محمد کا مرنا، اور اس کی متنکوہ کا یہودہ ہو کر مرتضیٰ صاحب کے حوالہ عقد میں آتا) اپنے حل پر قائم ہے، اور کوئی شخص کسی حیلہ کے ساتھ اسے نہیں بٹل سکتا۔ یہ خدائے بزرگ کی طرف سے تقدیر یہ بہرم ہے، اور عنقریب اس کا وقت آئے گا، پھر اس خدا کی قسم! جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مسیحوت کیا اور آپ کو تمام خلق سے افضل بنایا، یہ پیش گئی حق ہے۔ اور عنقریب تم اس کا انعام دیکھ لو گے۔ اور میں اس کو اپنے صدق اور کذب کے لئے معید ٹھراتا ہوں، اور میں نے نہیں کہا مگر بعد اس کے کہ مجھے اپنے رب کی جانب سے خردی گئی۔ ” (ابہام آئمہ م ۲۷۷)

نتیجہ:- مرتضیٰ صاحب نے سلطان محمد کی موت کو اپنے صدق و کذب کا معید ٹھرا یا تھا، یعنی اگر سلطان محمد، مرتضیٰ صاحب کی زندگی میں مر جائے تو مرتضیٰ صاحب پچے، درست جھوٹے۔ مگر اس کو اس معید پر بھی، مرتضیٰ صاحب جھوٹے ہی ملیت ہوئے، کیونکہ مرتضیٰ صاحب ۱۹۰۸ء میں ۲۶ کو خود چل بے، اور جناب سلطان محمد صاحب ان کے بعد آتالیس سال تک زندہ سلامت رہے۔

(۱۱)

سلطان محمد کی موت ہی کے بدے میں فرماتے ہیں:-

” یاد کرو اگر اس پیش گوئی کی دوسری جزو پوری نہ ہوئی۔ (یعنی احمد بیگ کا دادا مرتضیٰ صاحب کی زندگی میں نہ مرا۔ ہائل) تو میں ہر لیک بددے بدے بدتر ٹھردوں گا۔ اے احتقتو! یہ انسان کا افتراہ نہیں۔ کسی خبیث مفتری کا کلاوڈر نہیں۔ یقیناً سمجھو کر یہ خدا کا سچا وعدہ ہے وہی خدا جس کی ہاتھی نہیں ٹھیکیں، وہی رب ذوالجلال جس کے ارادوں کو کوئی نہیں روک سکتا۔ ”

(نبیہ العہام آئمہ م ۵۳)

**نتیجہ:-** چونکہ سلطان محمد صاحب کا انتقال مرزا صاحب کی زندگی میں نہیں ہوا اس لئے مرزا صاحب بقول خود ”ہرید سے بدتر“ نہ ہرے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ پیش گوئی بقول مرزا صاحب کے انسان کا افراط اور کسی خبیث مفتری کا کاروبار تھا، اگر یہ خدا کا اچھا وحدہ ہوتا تو ناممکن تھا کہ مثل جاتا، کیونکہ ربِ زوالجلال کے ارادوں کو کوئی روک نہیں سکتا۔ جو شخص اتنی موٹی بات کو بھی نہیں سمجھے مرزا صاحب اسے ”احمق“ کا خطاب دیتے ہیں۔

(۱۲)

”میں بدرہد کرتا ہوں کہ نہیں پیش گوئی والما واحمد، بیک کی تقدیر بہرہم ہے، اسی کی انتظاد کرو، اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی، اور اگر میں چاہوں تو خدا تعالیٰ اسے ضرور پورا کرے گا۔“  
(انعام آخر ص ۳۱ مارچ)

**نتیجہ:-** افسوس مرزا صاحب کی زندگی میں احمد بیک کا وام ادا نہیں مرا، اس لئے مرزا صاحب کی یہ بات بالکل صحیح نہیں کہ ”اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی۔“

(۱۳)

لکھ آسمانی کی تائید میں حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے استدلال کرتے ہوئے مرزا صاحب لکھتے ہیں:-

اس پیش گوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی پہلے سے پیش گوئی فرمائی ہوئی ہے۔ یعنی وہ تزوج و پولادہ، یعنی وہ تج معمود: یہ یوں کرے گا اور نیز صاحب اولاد ہو گا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں، کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے، اس میں کچھ خوبی نہیں بلکہ تزوج سے مراو خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہو گا اور اولاد سے مراد خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیش گوئی ہے۔ گویا اس حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سیلوں مکروں کو ان کے شبہت کا جواب دے رہے ہیں کہ یہ ہاتھ ضرور پوری ہوں گی۔“  
(ضمیر انعام آخر ص ۵۳)

**نتیجہ:-** مرزا صاحب کو اس "خاص نکاح" اور "خاص اولاد" سے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ محروم رکھا، جس سے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب کامیح موعود ہونے کا دعویٰ غلط ہے اور یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی ان پر صادق نہیں آتی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد حضرت عیینی علیہ السلام کے حق میں ہے کہ جب وہ زمین پر دوبارہ نزول فرمائیں گے تو شادی بھی کریں گے اور ان کے اولاد بھی ہو گی۔ جو لوگ ان کی تشریف کے منکر ہیں انہی کے بارے میں مرزا صاحب نے لکھا ہے :-

"اس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے دل منکروں کو ان کے شہست کا جواب دے رہے کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔"

(۱۲)

عبداللہ آنکھم نامی پادری کے ساتھ مرزا صاحب کا پندرہ دن تک مباحثہ ہوتا رہا، مرزا صاحب اپنے حریف کو میدان مباحثہ میں ٹکست دینے میں ناکام رہے، تو ۵ جون ۱۸۹۳ء کو الہامی پیش گوئی کر دی کہ پندرہ میئنے تک ان کا حریف ہادیہ میں گرایا جائے گا۔ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے، اس سلسلہ میں مرزا صاحب لکھتے ہیں :-

"میں اس وقت اقرار کرتا ہوں اگر یہ پیش گوئی جھوٹ لٹکے، یعنی جو فرق خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ (۱۵) ماہ کے عرصے میں آج کی تاریخ سے بسراۓ موت ہادیہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کو اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ مجھ کو ذمیل کیا جائے، رو سیاہ کیا جائے۔ میرے گلے میں رساذال ذیا جلوے، مجھ کو چنانی دیا جلوے ہر ایک بلت کے لئے تیار ہوں اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کتنا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا، ضرور کرے گا، زمین و آسمان میں جائیں پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی۔"

اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے لئے سوی تیار رکھو اور تمام شیطانوں اور بد کاروں اور لعنتیوں سے زیادہ بچھے لعنتی سمجھو۔"

(بندگ مقدس ص - ۱۸۹)

**نتیجہ:-** پیش گوئی کی آخری معیار ۵ ستمبر ۱۸۹۳ء تھی مگر آنکھم نے اس تاریخ تک نہ تو عیسائیت سے توبہ کی اور نہ اسلام کی طرف رجوع کیا، نہ بسراۓ موت ہادیہ میں گرا، مرزا صاحب نے اس کو مارنے کے لئے نونے ٹوکنے

بھی کئے (دیکھئے سیرۃ المسدی ص۔ ۱۷۸) اور معیاد کے آخری دن خدا سے آہ و زاری کے ساتھ ”یا اللہ ! آتھم مر جائے، یا اللہ آتھم مر جائے“ کی دعائیں بھی کیں کرائیں (الفصل ۲۰ جولائی ۱۹۳۰ء) مگر سب کچھ بے سود۔ نہ آتھم پر نونے نوکھوں کا اثر ہوا، نہ خدا نے قادیانی کی آہ و زاری، نوحہ و ماتم اور بد عباوں کو آتھم کے حق میں قبول فرمایا، اس کا نتیجہ وہی ہوا جو مرزا صاحب نے اپنے لئے تجویز کیا تھا یعنی :-

”میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیش گوئی جھوٹی تھی تو مجھ کو ذلیل کیا جائے، روسلو کیا جائے..... اور تمام شیطانوں اور بد کاروں اور لعنیوں سے زیادہ مجھے لعنتی سمجھو۔“

چنانچہ مرزا صاحب کے ارشاد کی تعییں فرقی مختلف نے کس طرح کی؟ اس کا اندازہ ان گندے اشتہاروں سے کیا جاسکتا ہے جو اس معیاد کے گزرنے پر اس کی طرف سے شائع کئے گئے۔ بطور نمونہ ایک شعر ملاحظہ تکمیلے مرزا صاحب کو مخاطب کر کے لکھا گیا۔

ڈھیٹ اور بے شرم بھی ہوتے ہیں دنیا میں مگر

سب سے سبقت لے گئی ہے بے حیل آپ کی

یہ مرزا صاحب کے اس فقرے کی صدائے بازگشت تھی کہ ”تمام شیطانوں اور بد کاروں اور لعنیوں سے زیادہ مجھے لعنتی سمجھو۔“ اگر وہ ایسے نہ ہوتے تو خدا ان کو عیسیٰ یوسف کے مقابلے میں اس قدر ذلیل نہ کرتا۔

(۱۵)

شادۃ القرآن میں مرزا صاحب لکھتے ہیں :-

”پھر ماں اس کے بھٹے اور عظیم الشان شن اس عاجزی کی طرف سے معرض امتحان میں ہیں، جیسا کہ فرشی عبداللہ آتھم صاحب امر ترسی کی نسبت پیش گوئی، جس کی معیاد ۵ جون (۱۸۹۳ء) سے ۱۵ مہینہ تک ..... اور پھر مرزا احمد بیگ کے والاد کی نسبت پیش گوئی، جو پڑی ضلع لاہور کا باشندہ ہے، جس کی معیاد آج کی تاریخ سے، جو ۲۱ ستمبر ۱۸۹۳ء، قرباً گیرہ میتھے پلی رہ گئے ہیں، یہ تمام امور جو انسانی طاقت سے بالکل بلا تر ہیں ایک صادق یا کاذب کی شناخت کے لئے کافی ہیں۔“

(شادۃ القرآن ص۔ ۸۰)

**نتیجہ:-** صادق یا کاذب کی شناخت کا طریقہ یہ ہے کہ اگر یہ پیش گوئیاں مقررہ معیار ہوں پوری ہو گئیں تو پیش گئی کرنے والا ان پیش گوئیوں میں سچا سمجھا جائے گا، درست جھوٹا۔ اب چونکہ یہ پیش گوئیاں پوری نہیں ہوتی اس لئے یہ مرزا صاحب کے کذب کی شناخت کے لئے واقعی کافی ملبت ہوئیں۔ اس کے بعد مرزا صاحب کو کاذب ملبت کرنے کے لئے کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں رہی۔

(۱۶)

”میں بالآخر دعا کرتا ہوں کہ اے خدا نے قادر و طیم اگر آنکھم کا عذاب مسلک میں گرفتہ ہونا اور، احمد بیک کی دختر کاں کا آخر اس عاجز کے نکاح میں آتا ہے پیش گوئیاں تیری طرف سے نہیں تو مجھے ہماراوی اور ذلت کے ساتھ ہلاک کر۔ اگر میں تیری نظر میں مردود اور ملعون لور دجل ہوں جیسا کہ ٹالفین نے سمجھا ہے لور تیری وہ رحمت میرے ساتھ نہیں ہو قلاں قلاں انہیاں اولیا کے ساتھ تھی (یہاں مرزا صاحب نے بہت سے انہیاں اولیا کے نام ذکر کئے ہیں) تو مجھے فاکر ڈال، اور ڈلوں کے ساتھ مجھے ہلاک کر دے اور ہیشکی لغتوں کا نشانہ بن، لور دشنوں کو خوش کر اور ان کی دعائیں فرم۔“

(اشتندے ۱۲ اکتوبر ۱۸۹۳ء و مندرجہ مجموع اشتندادات ص۔ ۲۱۱ ج ۲)

**نتیجہ:-** مرزا صاحب کی ان جگہ شکف التجھوں اور اپنے اوپر بدعلوں کے پابھوڑ خدا نے انہیں محمدی بیکم کے نکاح سے تادم زست محروم ہی رکھا، جس سے معلوم ہوا کہ وہ بقول خود! ”خدا کی نظر میں (مردود) ..... ملعون اور دجل تھے، جیسا کہ ٹالفین نے سمجھا ہے۔“ افسوس وہ اپنی بد دعا کے نتیجے میں بقول خود ..... ”ہماراوی اور ذلت کے ساتھ ہلاک ہو گئے، ہیشکی لغتوں کا نشانہ بن گئے، ان کے دشمن خوش ہوئے اور ان کی دعاء قبول ہوئی۔“

(۱۷)

مولانا شاء اللہ امرتسری کو مخاطب کر کے مرزا صاحب لکھتے ہیں:-  
”آپ اپنے پرچہ میں میری نسبت ثابت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور

کذاب اور دجال ہے۔ میں نے آپ سے بہت دخانخایا اور صبر کرتا رہا..... اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا۔ آپ اپنے پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ ”

(اشتبدل "مولوی شاہ اللہ صاحب سے آخری فسطع" محدثہ مجموعہ اشتبہات ص ۷۸، ۷۹، ۸۰)

نتیجہ: - مرزا صاحب ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مولانا مرحوم کی زندگی میں فوت ہو گئے جس سے ان کے اس قول کی تصدیق ہو گئی کہ ”اگر میں ایسا ہی مفتری لور کذاب ہوں، جیسا کہ آپ اپنے پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ ع جھوٹ میں سچا تھا پہلے مر گیا۔ ”

(۱۸)

اسی اشتبدل میں لکھتے ہیں:-

پس اگر وہ سزا جوانسان کے ہاتھوں سے نہیں، بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے، جیسے طاعون ہیض وغیرہ ملک بیدلیاں آپ (مولانا شاء اللہ صاحب امر ثری) پر میری زندگی میں وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔ ”

نتیجہ: - حق تعالیٰ نے مرزا صاحب کی زندگی میں مولانا مرحوم کو ہر آفت بد سے محفوظ رکھا، اور مرزا صاحب کی یہ بلت صحیح کر دکھلائی ..... ” میں خدا کی طرف سے نہیں۔ ”

(۱۹)

اسی ”آخری فیصلہ“ میں مرزا صاحب دعا فرماتے ہیں کہ:-

”اگر یہ دعویٰ صحیح مسعود ہونے کا محض میرے قس کا افڑا ہے، اور میں تمہری نظر میں مشد اور کذاب ہوں تو اے میرے بیارے ملک! میں عاجزی سے تمہری جنوب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی شاء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر۔ آئیں۔ ”

نتیجہ: - مرزا کی یہ دعا قبول ہوئی کہ ”مولوی صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر۔

ثبت ہوا کہ مرتضیٰ صاحب خدا تعالیٰ کی نظر میں مقدمہ و کذاب تھے، اور ان کا مسح موعود ہونے کا دعویٰ بھی ان کے نفس کا افتراء تھا۔ کاش! مرتضیٰ صاحب اپنے لئے ہلاکت کے بجائے ہدایت کی دعا کرتے تو شاید وہ بھی قبول ہو جائے۔

(۲۰)

مزید لکھتے ہیں:-

”اے میرے قادر! اور نیرے سچینے والے! اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جتاب میں بلجی ہوں کہ بمحض میں اور مولوی شاء اللہ صاحب میں سچا فیصلہ فرم، اور وہ جو تیری نگوں میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اخراجے، اے ملک تو ایسا ہی کر۔ آمین۔“  
نتیجہ:- مرتضیٰ صاحب کی یہ انجام بھی منظور ہوئی، مولانا مرحوم صادق تھے، اس نے اللہ تعالیٰ نے ان کی زندگی میں مرتضیٰ صاحب کو برض و بائی ہیضہ دنیا سے اخراجیا اور مرتضیٰ صاحب کو ان کی منہ مانگی موت دے کر ثابت کر دیا کہ وہ خدا کی نگاہ میں واقعًا مفسد اور کذاب تھے۔

(۲۱)

ضیغم انعام آخر میں لکھتے ہیں:-

”شیخ محمد حسین بٹالوی اور دوسرے نامی مختلف بمحض سے مباہله کر لیں، پس اگر مباہله کے بعد میری بد دعا کے اثر سے ایک بھی خلل رہا تو میں اقرار کروں گا کہ میں جھوٹا ہوں۔“

(ص۔ ۲۰ - ۲۱)

نتیجہ:- مرتضیٰ صاحب کے اسی اصول کے مطابق مولانا عبد الحق غزنوی کا مرتضیٰ صاحب سے مباہله ہوا تھا، جس کا اثر یہ ہوا کہ مباہله کے بعد مرتضیٰ صاحب، مولانا مرحوم کے سامنے مر گئے، جس سے مرتضیٰ صاحب کے اس قول و اقرار کی تصدیق ہو گئی کہ ”میں جھوٹا ہوں“

(۲۳)

مرزا صاحب کی تحریریں شلیہ ہیں کہ وہ مراق کے مریض تھے، چنانچہ ملاحظہ ہو:-  
 (الف) ”دیکھو میری بیداری کی نسبت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 پیش گوئی کی تھی جو اسی طرح وقوع میں آئی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ سچے جب آسان  
 سے اترے گا تو دوزرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی، تو اسی طرح مجھ کو دو  
 بیداریاں ہیں، ایک اور ایک نیچے کے دھڑکی۔ یعنی مراق اور کثرت  
 بول۔“ (ملفوظات مرزا غلام احمد قادریانی ج ۸ ص ۳۲۵)

(ب) ”میرا تو یہ حل ہے کہ دو بیتلز میں ہمیشہ جتنا رہا ہوں، تاہم مصروفیت کا یہ حل ہے کہ بڑی بڑی رات تک بیٹھا کام کرتا رہتا ہوں۔ حلا نکلے زیادہ جانے سے مراق کی بدلی ترقی کرتی ہے۔ دورانِ سرکار کا دورہ زیادہ ہو جاتا ہے تاہم اس بلت کی پرواہ نہیں کرتا اور اس کام کو کئے جاتا ہوں۔ (لغو نکاش ج ۲ ص ۲۷۴)

(ج) ”حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے حضرت سعیم موعود (مرزا غلام احمد) سے فرمایا کہ حضور ! غلام نبی کو مراق ہے، تو حضور نے فرمایا کہ ایک رنگ میں سب نبیوں کو مراق ہوتا ہے۔ (نحو ز باللہ! ..... ناقل) اور مجھ کو بھی ہے۔

اس اقرار و اعتراف سے بقیع نظر مرا صاحب میں مراق کی علامات بھی کامل طور پر جمع تھیں مرا شیر احمد ایم اے سیرہ المدی میں اپنے ماں و ماموں ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب کی "اہرانہ شادت" نقل کرتے ہیں کہ :-

(د) ”ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بہان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت سعیج موعود (مرزا غلام احمد) سے سنائے کہ مجھے، ہستیا ہے، بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے، لیکن دراصل بات یہ ہے کہ آپ کو دماغی محنت اور شبہ نہ روز تصنیف کی مشقت کی وجہ سے بعض ایسی عصبی علامات پیدا ہو جایا کرتی تھیں، جو ہستیا (اور مراق) کے مریضوں میں بھی عموماً دیکھی جاتی ہے، مثلاً کام کرتے کرتے

یک دم ضعف ہو جانا، چکروں کا آنا، ہاتھ پاؤں کا سرد ہو جانا۔ گھبراہٹ کا دورہ ہو جانا یا ایسا معلوم ہونا کہ ابھی دم لفتتا ہے، یا کسی تجھ مجد یا بعض اوتات زیادہ آدمیوں میں گھر کر بیٹھنے سے دل کا سخت پریشان ہونے لگا، نیزہ الک لئے

مرزا صاحب کو مراق کا عذر خواہ غالباً سوروثی تھا، ڈاکٹر شله نواز قادریانی لکھتے ہیں :-

(ه) ”جب خاندان سے اس کی ایتماء ہو چکی تھی تو پھر انگلی نسل میں بے

ٹک یہ مرض منتقل ہوا چنانچہ حضرت خلینہ المیسیح حملی نے فرمایا کہ مجھ کو بھی بھی بھی مراق کا دورہ ہوتا ہے۔“

(ریو آف سینجمنی پیٹ اگست ۱۹۲۶ء ص - ۱۱)

ڈاکٹر صاحب کے نزدیک مرزا صاحب کے مراق کا سبب اعصابی کمزوری تھی وہ لکھتے ہیں:-

” واضح ہو کہ حضرت صاحب کی تمام تکالیف مثلًا دوران سر، درد سر، کی خواب، تشنیخ دل، بد بخشی، اسال، کثرت پیشتاب اور مراق وغیرہ کا صرف ایک ہی باعث تھا اور وہ عصبی کمزوری تھا۔“

(ریو یو میگ ۱۹۲۷ء ص - ۲۶)

مراق کی علامات میں اہم ترین علامات یہ بیان کی گئی ہے کہ :-  
”مالیخولیا کا کوئی مریض خیال کرتا ہے کہ میں بادشاہ ہوں، کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ میں خدا ہوں، کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ میں شہر ہوں۔“

(پیش حکیم نور الدین قادریانی ص ۲۱۲ ج ۱۰)

یہ تمام علامات مرزا صاحب میں بدرجہ اتمانی جعلی ہیں، انہوں نے ”آریوں کا بادشاہ“ ہونے کا دعویٰ کیا، نبوت سے خدائی تک کے دعوے بڑی شدود میں کے، انبیاء کرام سے برتری کا دم بھرا، دس لاکھ مجرمات کا ادعا کیا، مخلوق کو ایمان لانے کی دعوت دی، اور نہ ماننے والوں کو منکر۔ کافر، اور جسمی قرار دیا، انبیاء علیم السلام کی

شہنشاہ بد بخشی، اسال، بد خوبی، تکفیر، استفزاق، بد حواسی، نسین، بیدان، تحمل پسندی، طویل بیان، اعجاز نعلیٰ، مبلغ آرائی، رشام طرازی، فلک پیام، دعوے کشف و کرامت کا افسوس، نبوت و رسالت، فضیلت و برتری کا ادعا، خدائی صفات کا تحمل وغیرہ وغیرہ، اس قسم کی بیسوں مراقی علامات مرزا صاحب میں پانی جعلی حصیں۔ (ہائل)

تحقیص کی، صحابہ کرامؐ کو نادان اور احتمق کہا، اولیائے امت پر سب وشتم کیا، مفسرین کو جھلک کہا، محدثین پر طعن کیا، علمائے امت کو یہودی کہا اور پوری امت کو گمراہ کہا اور نخش کلمات سے ان کی تواضع کی۔ یہ کام کسی مجدد یا ولی کا نہیں ہو سکتا، بلکہ اس کو مراق کی کرشمہ سازی ہی کہا جا سکتا ہے۔

## ایک نہایت اہم لمحہ فکریہ !!

میں قادیانیوں سے پوچھتا ہوں کہ اگر قیامت کے دن مرزا غلام احمد سے سوال ہوا کہ تو نے حضرت ناصم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کر کے کیوں لوگوں کو گمراہ کیا؟ اور اس کے جواب میں مرزا صاحب عرض کریں کہ یا اللہ! یہ سب کچھ میں نے مراق کی وجہ سے کیا تھا! اور اپنے راتی ہونے کا انظہار بھی خود اپنی زبان و قلم سے کر دیا تھا، اب ان ”عقلمندوں“ سے پوچھئے کہ انہوں نے ”مراق کے میریض“ کو ”سعی موسود“ کیوں مان لیا تھا؟ تو آپ کے پاس دلیل کا کیا جواب ہو گا؟ مرزا صاحب کے مانے والے اس سوال پر نہنڈے دل سے غور کریں۔

## درد مندانہ گذارش

آخر میں اپنے بھائیوں سے درد مندانہ گذارش کروں گا کہ میں نے مرزا صاحب کی تحریروں سے خود اپنی کے مقرر کردہ معید پیش کر دیئے ہیں، ممکن ہے ہمارے بھائیوں کو رسالہ کے بعض مندرجات ناگوار گز ریں، مگر اس میں میرا تصور صرف اتنا ہے کہ میں نے مرزا صاحب کے قائم کئے ہوئے معیدوں کو واقعات کی کسوٹی پر کوکھ دیا ہے جس سے ہر شخص آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ مرزا صاحب اس کسوٹی پر کھرے ثابت ہوئے یا اکھوئے لکھے؟

ہمارے بھائیوں کو چاہئے کہ مرزا صاحب کی تحریروں کو واقعات کی روشنی میں جانپیں اور اس بات پر بھی غور کریں کہ انبیاء کرام علیهم السلام کی شان تو بہت ہی بلند و بالا ہے اولیاء کرام اور مجددین امت بھی اپنے صحیح جھوٹ کی شرطیں نہیں باندھا کرتے، وہ تو دو توک الفاظ میں حق و صداقت کی وعوت دیتے ہیں۔ لیکن مرزا صاحب کو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ بار بار اپنے صحیح جھوٹ کی شرطیں باندھتے ہیں۔ اور جب ایک شرط میں بازی ہار دیتے ہیں تو فوراً دوسرا شرط باندھ لیتے ہیں۔ بد بد شرطیں باندھ کر صحیح جھوٹ کا جو اکھیلنا کیا کسی مقبول بد مگاہ اللہی کا کام ہو سکتا ہے؟ اگر اللہ تعالیٰ نے بصیرت وی ہو تو یہی ایک نکتہ ہدایت کے لئے کافی ہو سکتا ہے۔ اور پھر یہ بھی دیکھئے کہ ادھر مرزا صاحب تو اپنا سب کچھ صحیح جھوٹ کی شرطیں باندھنے میں جھوٹک رہے ہیں، ادھر خدا تعالیٰ نے گویا قسم کھار کھی ہے کہ مرزا صاحب جس چیز کو بھی اپنے صدق و کذب کا معید بنانے کر پیش کریں اس میں انہیں جھوٹا میلت کیا جائے۔ ادھر مرزا صاحب قسمیں کھاتے ہیں کہ محمدی بیگم سے نکاح ہو گا، سلطان محمد مرے گا، آئتم مرے گا، شاء اللہ مرے گا، عبدالحق مرے گا، یہ ہو گا اور وہ ہو گا، اگر ایسا نہ ہوا تو مجھے جھوٹا سمجھو۔ ادھر تقدیر خداوندی بصدہ ہے کہ مرزا صاحب جس بات کو جتنی زیادہ قسمیں کھا کر بیان کریں وہ اتنی ہی ناممکن بنا دی جائے..... حدیہ کہ مرزا صاحب ایک ناپاک عیسائی کے بدے میں لکھتے ہیں کہ اگر وہ فلاں تاریخ تک نہ مرے تو مجھے سب سے بڑا لعنی سمجھو۔ لیکن اللہ تعالیٰ ایک صلیب پرست ناپاک عیسائی کے مقابلہ میں بھی مرزا صاحب کی قسم کو لاائق احترام نہیں سمجھتے، کیا انسانی تاریخ میں کسی سچے کی ایسی مثال ملتی ہے؟ خدارا! ذرا تو غور فرمائیے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔